تفسير احمد

سُورَةُ قُرَيْشٍ

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «قُریش» کا تفسیر و ترجمه

تصنيف: امين الدين « سعيدي - سعيد افغانی»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحیم

سورة قریش

جزء (30)

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اس کی چار(۴) آیتیں ہیں

وجہ تسمیہ:

اس سورت کو "قریش "اس لیے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قریش کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں،اور اسے سورہ "ایلاف"بھی کہا جاتا ہے۔

سورہ قریش کے نزول کا وقت

اگر چہ ضحاک اور کلبی نے اس کو مدنی قرار دیا ہے، لیکن مفسرین کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ یہ مکی ہے، اور اس سورت میں موجود لفظ "رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ" ، "اس گھر کا رب" بھی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ مکی ہے، کیونکہ مدنی ہونے کی صورت میں، سورت کا مذکورہ جملہ کسی بھی طرح کی مناسبت نہیں رکھتا .

سورہ قریش کی آیات، الفاظ اور حروف کی تعداد

اس سورت میں ایک(۱)رکوع، چار(۴) آیتیں، سترہ(۱۷) الفاظ، اناسی(۷۹)حروف اور اکتالیس(۴۱)نقطے ہیں۔

(قرآن کی سورتوں کے حروف کی تعداد میں علماء کی آراءمختلف ہیں، اس بحث کی تفصیل کے لیے تفسیر احمد سورۃ الطور ملاحظہ کریں)۔

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ مبارک سورہ مدینہ میں نازل ہوئی ہے،لیکن سورت کے مشتملات اور اس کا انداز بیان، خاص طور پر اس "گھر کے رب" والا حصہ سورت کے مکی نوعیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

مفسرین کہتے ہیں کہ : سورۃ الفیل اور قریش کا آپس میں گہرا تعلق ہے، ایسا معلوم ہوتاہے کہ یہ ایک ہی وقت اور ایک ہی مرحلے میں نازل ہوئیں، دونوں خطابات قریش سے متعلق ہیں۔

یہ سورت خدا کی نعمتوں کو بیان کرتی ہے اور قریش کو شکر گزار ہونے کی دعوت دیتی ہے، ایک نعمت یہ کہ تو قریش کو مضبوط اور مسلح دشمن پر فتح دلاتی اور دوسری یہ کہ خوف اور بھوک سے قریش نجات دی، ان نعمتوں کی انہیں یاد دھانی کرواتی ہے، اور انہیں یاد دلانا تھا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے کعبہ اصحاب فیل کے شر سے محفوظ رکھا، اسی طرح تمہیں بھی ڈر اور خوف سے بچائے گا، اور تم پر رزق روزی کی فراخی

(c) ketabton.com: The Digital Library

کردے گا، تمہارے ڈر اور خوف کے حالات ختم کرے گا ایک پر امن ماحول تمہیں عطا کرے گا، جس کے نتیجے میں تم گرمی، سردی، دن اور رات کو سفر کرسکو گے، اور اپنے تجارتی کاموں میں مصروف رہ سکوگے، کوئی بھی تمہارے معاملات اور تجارتی امور میں رکاوٹ نہیں بن سکے گا۔

رب عظیم نے دشمن کے خطرے کو دور کیا اورتمہیں امن کی نعمت سے نوازا۔

محترم قارئین:

جیسا کہ آپ نے مشاہدہ کیا ہے کہ ابرہہ کی فوجوں کی شکست کے بعد اس شہر میں سب سے پہلے امن آیا، اور ایک دن تھا کہ ہر طرف سے لوگ اس شہر میں داخل ہورہے تھے، لیکن اس شہر کے باسیوں نے ناشکری کی، اس لیے پہلے تو ان کو فقر نے گھیر لیا، اور پھر خوف اور بد امنی نے ان کا دامن پکڑ لیا۔

ہمارا رب العالمین(سورہ ابراہیم:۷)میں فرماتا ہے:"لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ" ترجمہ: "اگر تم شکر گزار رہوگے تو میں تمہیں ضرور بڑھاؤں گا، اور اگر ناشکری کروگے تو بلا شبہ میرا عذاب سخت ہے"

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہمیں اس کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اور اگر وہ ہمیں شکر کرنے کا حکم دیتا ہے تو یہ ہمارے لیے ایک اور نعمت کا باعث بنتا ہے، اور ایک تربیتی ذریعہ بھی ہے،نعمتوں کا شکر یہ ہے کہ ہمیں پہلے غور سے سوچنا چاہیے کہ نعمتیں دینے والا کون ہے؟ یہ توجہ، ایمان اور آگاہی شکر گزاری کی پہلی بنیاد ہے۔

شکر کا دوسرا مرحلہ، الفاظ کے ساتھ شکر ادا کرنا ہے، اور تیسرا مرحلہ شکر ادا کرنے کا جو سب سے اعلیٰ مرحلہ ہے وہ عمل کا مرحلہ ہے۔

عملی شکر یہ ہے کہ ہر ایک نعمت ہمیں کس مقصد کے لیے دی گئی ہے اس کا صحیح سوچنا اور اسے خود پر خرچ کرنا ہے ، اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہم نے نعمت کی ناشکری کی ۔

سورہ قریش کا سورہ فیل سے ربطہ و مناسبت

سورہ قریش کے مجموعی موضوع اور مشتملات کا سورہ الفیل کے موضوع اور مواد سے اتنا گہرا ربطہ ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ یہ سورہ سورۃ الفیل کے فورا بعد نازل ہوئی ہوگی، اور اس قریبی مناسبت کی بنا پر بعض اہل علم نے ان دونوں سورتوں کو ایک سمجھا ہے۔

وہ روایات جو کہتی ہیں کہ یہ دونوں سورتیں مصحف ابی ابن کعب میں ایک

(c) ketabton.com: The Digital Library

ساتھ لکھی گئی ہیں، اور ان کے درمیان بسم اللہ بھی نہیں لکھی گئی ہے، اور یہ کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے نماز میں بغیر کسی وقفے کے ان دونوں کو اکٹھا پڑھا،اس سے اس رائے کو مزید تقویت ملتی ہے۔
لیکن یہ رائے اس وجہ سے قابل قبول نہیں ہے کہ وہ سرکاری نسخے جو حضرت عثمان ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی کثیر تعداد کی مدد سے لکھوائے، اور بڑے شہروں میں بھیجے تھے، ان میں ان دونوں سورتوں کے درمیان بسم اللہ لکھی گئی تھی، اور اس وقت سے اب تک دنیا کے تمام مصحفوں میں یہ دو الگ الگ سورتیں لکھی گئی ہیں۔
اس کے علاوہ دونوں سورتوں کا انداز بیان اس قدر مختلف ہے کہ وہ واضح طور دو الگ الگ سورتوں کی طرح نظر آتی ہیں۔
بالفاظ دیگر: یہ دونوں سورتیں اہل مکہ کو برکات کی یاد دلاتی ہیں، سورة الفیل دشمن کی ہلاکت کی طرف اشارہ کرتی ہے، وہ دشمن جو بیت اللہ کو تباہ کرنا چاہتے تھے، جبکہ یہ سورت معاشی اور معاشرتی برکت اور ان کے درمیان یکجہتی اور تسلسل اور سال کے دو موسموں میں سفر کرنے کا احسان یاد دلاتاہے۔
سورہ قریش تصورات اور فہم کے لحاظ سے سورة الفیل سے تعلق رکھتی ہے:
"لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ"یعنی:قریش کی آپس میں جو محبت اور الفت تھی اس کی وجہ سے خدا نے ہاتھی والوں کو تباہ کردیا۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کو اہل مکہ کے لیے امن و سکون کا مقام بنایا، اور انہیں ظالموں کے ظلم وستم سے محفوظ رکھا، جس طرح کے ہاتھی والوں کو ہلاک اور رسوا کیا۔
قریش اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کی سرزمین میں ایک محفوظ مقام حرم اور کعبہ ہے، جبکہ ان کے اردگرد رہنے والے اچک لیے جاتے ہیں، (عنکبوت:۶۷)اور دوسری قوموں میں لوٹ مار،قتل و غارت گری اور ظلم و ستم کی عادات اور صفات نمایاں تھیں، اس لیے اہل قریش کو چاہیے، جو اللہ تعالیٰ کے حرم کے پڑوسی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں وہ سال کے دو موسموں میں ہر قسم کی ضروریات اور زندگی کے اسباب کے حصول کے لیے آسانی سے یمن اور شام تک سفر کرسکتے ہیں، چنانچہ انہیں چاہیے کہ خدا کی عبادت کریں، اس خدا کی جس نے ان کو نعمتیں بخشی ہیں، اور انہیں تحفظ دیا ہے، اور وہ دور دراز ممالک کے سفر میں محفوظ ہیں انہیں کوئی خوف نہیں ہے(سورہ نمل آیات:۱۱۲ تا ۱۱۴)

سورہ قریش کی تمہید:

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، اس سورت میں دو قیمتی نعمتوں کا ذکر ہے :

(c) ketabton.com: The Digital Library

جن کا اللہ نے اہل مکہ کو عطا کرنے کا احسان جتایا ہے ، ان کو دوسفر سے نوازا ہے، ایک سردی میں یمن کی طرف، اور دوسرا گرمیوں میں شام کا، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قریش کو دو قیمتی نعمتیں عطا کیں، کہ وہ سلامتی، استحکام، مال و دولت اور راحت تھی، یہ بات واضح ہے کہ معاشرہ کی معیشت اور امن اللہ کی بندگی اور عبادت کی راہ میں ہونی چاہیے، عبادت کے فلسفوں میں سے ایک منعم کی شکر گزاری ہے"فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَيۡتِ۝۳"۔

سورہ قریش کے مشتملات:

در حقیقت یہ سورہ "فیل"کی تکمیل سمجھی جاتی ہے، اس کی آیات اس کی واضح دلیل ہے، اس سورت کا موضوع قریش پر خدا کی نعمتوں اور ان کے ساتھ اس کی شفقت و محبت کا اظہار ہے، تا کہ ان کے شکر گزاری کے جذبات کو ابھارا جاسکے، اور وہ لوگ اس عظیم گھر کے رب کی عبادت کے لیے اٹھیں جس کی وجہ سے ان کی اتنی عزت ہے، اور یہ گھران کے لیے باعث افتخار بھی ہے ۔

جس طرح سورہ"والضحی"اور سورہ"الم نشرح" کو ایک سورت سمجھا جاتا ہے، اسی طرح سورت فیل اور سورت قریش کو بھی ایک ہی سورت سمجھا جاتا ہے، کیونکہ ان کے مندرجات کا باہم تعلق بہت زیادہ ہے، جو ان کے ایک ہونے کا ثبوت ہوسکتا ہے، سورہ مبارکہ قریش اس بات پر زور دیتی ہے کہ قریش کے پاس سب بنیادی، سماجی نعمتیں ہیں، یعنی خدا کا گھر کعبہ قبیلہ کی اندرونی ہم آہنگی اور بقاء ، چنانچہ انہیں اللہ کی اس نعمت کی شکر گزاری اور اس کی عبادت کرنے کی دعوت دی جارہی ہے، آخر میں اس نعمت کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لیے سورت اس کے نتائج کی طرف اشارہ کرتی ہے یعنی، بھوک اور معاشی دباؤ سے آزادی اور بیرونی خطرات سے تحفظ

یہ سورت اپنے تمام پڑھنے والوں کو یاد دلاتی ہے کہ ان کی ذاتی اور معاشرتی زندگی کی برکات بھی ان کے رب کے فضل و کرم سے ہیں اس لیے ان کو چاہیے کہ اس رب کی عبادت کریں ۔

سورہ قریش کی تلاوت کی فضیلت

ابو الحسن قزوینی کہتے ہیں کہ جب بھی کسی کو دشمن یا کسی آفت سے خطرہ ہو تو اس کے لیے سورہ"لِاِيۡلٰفِ قُرَيۡشٍۙ" کا پڑھنا امن کا باعث ہوگا۔

امام جزری نے نقل کیا ہے کہ: یہ آزمودہ اور مجرب عمل ہے۔

حضرت قاضی ثناؤاللہ نے اپنی تفسیر "مظہری" میں اسے نقل کرنے کے بعد

(c) ketabton.com: The Digital Library

فرمایا کہ: میرے شیخ حضرت مرزاجان جانان نے مجھے خوف اور خطرے کے وقت اس سورت کو پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس کا پڑھنا ہر آفت اور مصیبت سے بچنے کے لیے مجرب ہے، حضرت قاضی صاحب نے فرمایا ہے کہ: میں نے کئی بار آزمایا ہے،(معارف القرآن: عالم اسلام کے مؤلف حضرت علام مفتی محمدشفیع عثمانی دیو بندیؒ مترجم حضرت مولانا محمد یوسف حسین پور، سوره قریش)۔

ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ:جو شخص اس آیت کے مطابق خدا کی عبادت کرے گا، خدا اسے دنیا اور آخرت میں سلامتی اور بے خوفی کے اسباب فراہم کرے گا، اور جو شخص اس سے منہ موڑ لے، اس سے یہ دونوں نعمتیں چھین لی جائیں گی،جیسا کہ قرآن کریم کے ایک اور مقام پر فرمان ہے: "وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلاً قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَداً مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ"(سوره نمل:۱۱۲)

ترجمہ: " اور اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان کی جو امن والی، اطمینان والی تھی، اس کے پاس اس کا رزق کھلا ہر جگہ سے آتا تھا، تو اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا، اس کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے"

سوره قریش کا سبب کا نزول

حاکم وغیرہ نے ابو طالب کی بیٹی ام ہانی ؓسے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قریش کو سات صفتوں کے ساتھ برتری دی ہے" میں ان میں سے ایک ہوں ، نبوت، کعبہ کی نگرانی، حاجیوں کو پانی پلانا، اصحاب فیل پر فتح، اللہ کی عبادت، انہوں نے سات سال تک خدا کی عبادت کی کہ اس وقت کوئی دوسرے گروہ نے ایسا نہیں کیا، اور خدا نے صرف ان کے بارے میں ایک سورت نازل کی ہے۔

حاکم نے حدیث کے تسلسل میں بیان کیا کہ یہ سورت قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس میں کسی اور کا ذکر نہیں ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ رسول اللہﷺ کی موجودگی مکہ مکرمہ میں تیره سال قیام کے دوران دین اسلام کی تبلیغ اور کفار قریش کا آنحضرتﷺ کو اذیت پہنچانا مکی سورتوں کے نزول کے ساتھ تھا، کہ خدا کی نعمتوں اور ابدی طاقت کو یاد دلانے کے لیے خدا مکہ کے تاریخی واقعات کو یاد کرواتا ہے، تا کہ مکہ کے کافر اللہ کی توحید اور محمدؐ کی رسالت پر ایمان لے آئیں۔

تفسیر کا خلاصہ

قریش عرب کے ایک قبیلے کا نام ہے اور یہ سورت محور کو ظاہر کرتی

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے،جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا کہ یہ سورت بھی مکی ہے، اور اس کی آیات کا محور وہی ہے جو سورہ فیل کی آیات کا ہے،سورت کا محور نقل و حمل سے متعلق ہے جو یہ قبیلہ کرتاتھا، اور اس کے نتیجے میں انہیں کافی فوائد اور برکتیں حاصل ہوتی تھیں، چنانچہ نعمتوں کے بدلے میں انہیں نعمتوں کے مالک کا شکر ادا کرنا چاہیے، اس کے بعد قریش کو اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں عطا کیں ان کے بارے میں بحث ہے اور ان نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور وہ نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مقام و زمان کے تقاضوں کے مطابق اور ہر زمانے میں لوگوں کی استعداد و ہنر کے مطابق عطا کی ہیں، اللہ تعالیٰ جب بھی قرآن میں کسی نعمت کی بات کرتا ہے تو یہ لفظ لاتا ہے "فَلۡيَعۡبُدُوۡا"(پس عبادت کرو) اور لوگوں سے عبادت کرکے شکر کرنے کو کہتا ہے، چونکہ قریش کے لوگ سردیوں اور گرمیوں میں سفر کرنے کے عادی تھے، اس لیے اس نعمت کی شکر گزاری کے لیے انہیں اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کرنی چاہیے، جس نے انہیں بھوک کے وقت کھانا کھلایا، اور خوف کے دور میں امن دیا۔

لغات اور اصطلاحات کی تشریح

"ایلاف"(الف):مانوس ہونا، محبت بڑھانا، خوگر ہونا، "قریش" جیسا کہ ہم نے کہا صدر اسلام میں ایک مشہور و معروف قبیلہ تھا، جو کہ نضر بن کنانہ کی پشت سے ہے، اس قبیلے کی دیگر شاخیں بھی ہیں"رحلہ"کوچ کرنا، سفر"رحلہ": اس کی اصل رحل کے مادہ سے ہے، یعنی: گیا، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوگیا، کوچ کرنا سفر کرنے کا وقت ہو یا مقام اسے "مرحلہ" کہتے ہیں، "راحل" یعنی: فوت ہوگیا، یہ عام طور پر بڑے اور معزز شخصیات کے لیے استعمال ہوتا ہے، اگر اس مقام و مرتبہ کے لائق نہ ہو تو کہتے ہیں: فوت ہوگیا، رحلت اور فوت میں فرق ہے۔

"الشِّتَآءِ"(جاڑے کا)موسم سرما۔

"وَالصَّيۡفِ"موسم گرما ۔

"فَلۡيَعۡبُدُوۡا"اس لیے انہیں عبادت کرنی چاہیے۔

"اَطۡعَمَهُمۡ "انہیں کھانا دیا،(قصص:۵۷)۔

"مِّنۡ جُوۡعٍ"بھوک کی جگہ،بھوک مٹانے کیلئے ۔

حرف "من"بدلیہ یا تعلیلیہ ہے(تفسیر قاسمی) ۔

ملاحظہ

لا یلاف میں جار مجرور متعلق ہے فعل محذوف،"اعجبو لایلاف قریش"یا فعل

(c) ketabton.com: The Digital Library

مذکور "فَلْيَعْبُدُوا" کے متعلق ہے ،یعنی: "من اجل تسهيل الله على قريش ما الفوه و اعتادوه في رحلتهم إلى اليمن في الشتاء ورحلتهم إلى الشام في الصيف"یا پچھلی سورت کے مفہوم کے مطابق جملہ "فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ" کے متعلق ہے، کہ ابرہہ کے لشکر کا شر ان سے دور کردیا اور وہ کامیاب ہوگئے۔

سورہ قریش کی آیات کی تقسیم

سورہ مبارکہ کی آیات "۱- 2" قریش قبیلے کی خصوصیات کے بارے میں وضاحت کرتی ہیں جو اپنے دینوی مقاصد تک پہنچنے کے لیے جدوجہد اور کوشش کرتا تھا ۔

آیت" ۳ ، ۴ " قریش کی ذمہ داری بیان کرتی ہیں، البتہ یہ ذمہ داری تمام انسانوں کے لیے عام ہے۔

اللہ کی طرف سے ان کو جو نعمتیں دی گئی تھیں ان نعمتوں کو بہترین، اچھے اور مطلوبہ طریقہ سے استعمال کریں۔

ایک اور نکتہ جس پر آیت "۴" میں زیادہ توجہ دی جانی چاہیے وہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ واضح مصبیتیں جو لوگوں کے سکون کو ذاتی اور شخصیت کے نقطۂ نظر سے ،یعنی جسمانی اور روحانی پہلو سے خراب کرتی ہیں ان کا ذکر ہے اور ساتھ ہی ان کا علاج بھی بتادیا گیا ہے۔

ان دو آفتوں سے مرادہے:بھوک اور خوف ، انسانوں کی جسمانی اور مادی لحاظ سے بھوک اور روحانی اور نفسیاتی لحاظ سے خوف اور ڈر۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورة قُرَيۡشٍ

لِاِيۡلٰفِ قُرَيۡشٍۙ۝۱ اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِ‌ۚ۝۲ فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَيۡتِۙ۝۳ الَّذِىۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ
مِّنۡ جُوۡعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ۝۴

سورت کا ترجمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	شروع کرتاهوں الله کے نام سے جوبڑا مهربان نهایت رحم والاهے
لِاِيۡلٰفِ قُرَيۡشٍۙ۝۱	قریش میں محبت ڈالنے کے واسطے
اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِ‌ۚ۝۲	ان کے دل میں سردی اور گرمی کے سفر کی محبت ڈالنے کی وجہ سے
فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَيۡتِۙ۝۳	تو ان پر لازم ہے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں
الَّذِىۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ۝۴	وہ جس نے انہیں بھوک سے (بچا کر) کھانا دیا ،اور خوف سے (بچا کر) امن دیا

سوره قریش کی تفسیر

لِاِيۡلٰفِ قُرَيۡشٍۙ۝۱	قریش میں محبت ڈالنے کے واسطے

"ایلاف" مصدر ہے،جس کے معنی محبت ڈالنا ہے، اور "الفت" بمعنی: اجتماع، ہم آہنگی، مانوسیت اور انسانیت کے ہے، بعض مفسرین "ایلاف" کے معنی میں لکھتے ہیں کہ: "ایلاف" امت میں محبت ڈالنا، اور قریش میں محبت ڈالنا یا دوسرے قبیلوں میں جو ان کے ساتھ تھے، الله تعالیٰ نے اصحاب فیل کو نیست و نابود کرنے کے بعد انہیں یہ الفت عطا فرمائی ۔

لہذا یہ سوره بعد سوره فیل کے واقع ہے اور اس کے مشتملات اس بات کو ثابت کرتے ہیں،جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے ، بعض مفسرین نے ان دونوں سورتوں کو ایک سمجھا ہے، اس کا مقصد قریش اور مکہ کی مقدس سرزمین اور خانہ کعبہ کے درمیان اتحاد پیدا کرنا ہے،کیونکہ وہ اور تمام اہل مکہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس سرزمین کی مرکزیت اور امن کی وجہ سے یہاں آباد ہوگئے تھے، حجاز کے بہت سے لوگ ہر سال حج کے فرائض ادا کرنے کے لیے وہاں آتے تھے، اقتصادی اور ثقافتی تبادلے کرتے تھے، اور اس ملک کے مختلف نعمتوں سے استفادہ کرتے تھے، یہ سب امن و امان سے رہتے تھے اور یہ بات یقینی ہے کہ اگر کعبہ ابرہہ کی فوج کشی سے ویراں ہو جاتا اور اس امن تباہ ہوجاتا تو اس سرزمین میں عرب کو رہنے کی جگہ نہیں ملتی۔
اگلی آیت میں مزید فرماتے ہیں کہ:مقصد قریش کو سردیوں اور گرمیوں میں سفر کا خوگر بنانا تھا۔
قریش کی الفت سردیوں اور گرمیوں کے سفر میں ظاہر ہوتی ہے، مقصد یہ ہے کہ اس الفت نے قریش کو یہ موقع دیا کہ موسم سرما اور موسم گرما کے سفر سے بھر پور فائدہ اٹھائیں، قریش سردیوں میں جنوب"یمن" اور گرمیوں میں شمال (شام)تجارت کے لیے جاتے تھے، وہ لوگ دونوں موسموں کاروباری دوروں سے فائدہ اٹھاتے تھے، اور اس طریقے سے روزی کماتے تھے۔
"لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ" قریش میں محبت ڈالنے کے واسطے
اس جاہلیت کے رسم و رواج کے خلاف جو خونریزی اور جنگ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھی، اس مبارک سورہ میں "ایلاف و الفت" کے الفاظ کا تکرار قریش پر خدا کے فضل اور رحمت کا اظہار ہے، رسول اللہﷺ کے قبیلہ قریش کو یہ نعمت نصیب ہوئی کہ جب وہ دور جاہلیت میں تجارتی سفروں پر نکلتے تھے تو راستے میں دوسرے قبیلوں کی طرف سے ان پر ڈاکہ یا حملہ نہیں ہوتا تھا، کیونکہ اعراب کہتے تھے کہ: قریش خدا کے گھر سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا احترام کیا جانا چاہیے، لہذا اللہ تعالیٰ نے قریش کو حکم دیا کہ وہ اپنے دو موسم: سرما اور گرما میں جو تجارتی دوروں میں امن و سلامتی سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اس پر اللہ کا شکر ادا کریں، کیونکہ اللہ نے دونوں سفروں کو ان کے لیے محفوظ اور آسان بنایا ہے، پیار دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف لوگ اپنے جسموں کو جوڑیں، بلکہ اس سے ہر دور میں دلوں کا ملنا مراد ہوتاہے، قریش اور معاشرے کے دیگر افراد میں الفت پیدا ہوئی ہے، جب اللہ تعالیٰ اس طرح کی نعمتیں دیتا ہے تو اس کی نعمتوں کا نتیجہ اتحاد ہوتا ہے، یہ دلوں اور قلب کی تالیف ہے،مکمل ہمدردی اور ہم فکری ہے، ہمدردی اور ہم فکری کے ساتھ ہی انسان بہت مرتبہ، اقتدار اور وقار حاصل کرتا ہے۔
عقلمند وہ ہے جو انجام کا سوچے، اگر انجام دور ہے تو ہم کہتے ہیں کہ کل کے بارے میں سوچنا ہی عقلمندی ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کریم ہے،لیکن ہمارا منصوبہ کیا ہے؟ اگر سونے سے پہلے صبح کی منصوبہ بندی نہ کریں، ہماری صبح اچھی نہیں ہوگی، ہمیں ہر رات سونے سے پہلے روز مرہ کی کار کردگی کا جائزہ لینا چاہیے، اور کل کے لیے سازگار اور اچھا منصوبہ ترتیب دینا چاہیے، کہ ہمیں کیا کرنا ہے، تو پھر اس کے بعدہم دعا کریں اور کہیں: "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ یَوْمَنَا خَیْراً مِّنْ أَمْسِنَا وَغَدَنَا خَیْراً مِّنْ یَوْمِنَا " ترجمہ: "اے اللہ ہمارا آج گذشتہ کل سے بہتر اور آنے والا کل آج سے بہتر کر" ۔
البتہ یہ دعا منصوبہ بنانے کے بعد پڑھنا چاہیے،کیونکہ اسباب تیار کیے بغیر دعا موثر نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ نے کیوں الفت ڈالی؟ قریش کو ہم فکر اور ہمدرد بنانے کے لیے، رب تعالیٰ کی مدد بہت بابرکت ہے۔
اللہ تعالیٰ کی توفیق کے آثار اور نتائج میں سے ایک یہ ہے کہ معاشرے کے افراد میں مشترکہ فکر، صف بندی، اور ہم آہنگی پیدا ہو ۔

اِلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۚ۲	ان کے دل میں سردی اور گرمی کے سفر کی محبت ڈالنے کی وجہ سے

قریش اور دوسرے لوگوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا مقصود ہے،کیونکہ ابرہہ کے واقعہ کے بعد لوگ ان کی طرف دوسری نگاہ سے دیکھتے تھے، ان کے قافلوں کے احترام اور حفاظت کے قائل تھے، قریش کو بھی راستے میں ایسی حفاظت کی ضرورت تھی، اور مکہ کی سر زمین کو بھی اس امن کی ضرورت تھی، اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کے لشکر کی شکست کی صورت میں انہیں امن عطا کیا۔
ہم جانتے ہیں کہ مکہ کی سرزمین میں نہ باغات تھے اور نہ ہی زراعت، اس وقت زراعت محدود تھی، زیادہ تر آمدنی ان تجارتی قافلوں کے ذریعے فراہم ہوتی تھی، سردیوں کے موسم میں وہ جنوب کا رخ کرتے تھے، جو یمن کی سرزمین ہے، جہاں موسم نسبتا گرم تھا، اور گرمی کے موسم میں شمال کی طرف یعنی شام کی سرزمین، جس کا موسم معتدل اور سازگار تھا، یمن اور شام کی سرزمین، اس زمانے میں تجارت کے اہم مراکز تھے، مکہ اور مدینہ دونوں کے درمیان ایک مربوط ربطہ سمجھا جاتا تھا۔
یہ بات قابل ذکر ہے کہ قریش مکہ میں تجارت کے ذریعے رہتے تھے، لہذا اگر تجارت کے یہ دونوں سفر نہ ہوتے تو ان کے لیے مکہ میں رہنا ممکن نہ تھا، اور اگر کعبہ کی قربت انہیں تحفظ فراہم نہ کرتی، تو وہ کوئی کام اور سرگرمیاں کرنے کے قابل نہ ہوتے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ اس سورت کا تعلق اپنے ماقبل کے ساتھ ہے،کیونکہ اس کی نظر میں معنی یہ ہے کہ :ہم نے قریش کو الفت دینے اور شہر مکہ میں ان کے امن اور محفوظ اجتماع کو برقرار رکھنے اور ان کے سفر میں ان کے خوگر ہونے کے لیے ہاتھی والوں کو مکہ سے دور رکھا،اور انہیں تباہ کردیا۔

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۟ۙ۳	تو ان پر لازم ہے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں

یعنی اگر قریش اللہ تعالیٰ کی دوسری نعمتوں کی وجہ سے عبادت نہیں کرتے تو انہیں اس خصوصی نعمت کی وجہ سے اس کی عبادت کرنی چاہیے، جس کا ذکر کیا گیا ہے، قریش پر خدا سبحان و تعالیٰ کی طرف سے اس حقیقت کا اعلان در اصل بت پرستی سے اس کی بیزاری کا اعلان ہے، کیونکہ قریش بتوں کی پرستش کرتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس حقیقت سے آگاہ کردیا کہ انہوں نے اس گھر کے ذریعے جو خدا وحدہ لا شریک کا گھر ہے دوسرے عربوں کی بنسبت عزت امن تحفظ اور برتری حاصل کی ہے، پس ان کو چاہیے کہ نعمتوں کی ناشکری نہ کریں اور شرک نہ کریں۔
امام رازی فرماتے ہیں: "جان لو کہ نعمت دو قسم کی ہوتی ہے ایک: نقصان کا دور ہونا ، اور دوسرا فائدہ حاصل ہونا، چونکہ نقصان سے بچنا فائدہ حاصل کرنے سے زیادہ اہم ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے سورة الفیل میں نقصان سے بچنے کی نعمت اور سورہ قریش میں ان کے لیے نفع حاصل کرنے کی نعمت کا ذکر کیا ہے، ان کی توجہ ان دونوں نعمتوں کی طرف مبذول کرانے کے بعد ان کو اپنی عبادت کا حکم فرمایا، تاکہ ان کی اس عبادت کو ان نعمتوں کے مقابلے میں شکر کا درجہ حاصل ہو۔

الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ڏ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۴	وہ جس نے انہیں بھوک سے (بچا کر) کھانا دیا ،اور خوف سے (بچا کر) امن دیا

یعنی:اللہ تعالیٰ نے قریش کو ان دو سفروں کی وجہ سے کھانا دیا، اور ان کو شدید بھوک سے نجات دی جس میں وہ مبتلا تھے، "اور ڈر اور خوف سے محفوظ رکھا" کیونکہ اس وقت اعراب ایک دوسرے کو لوٹتے اور قیدی بنا لیتے تھے،لیکن قریش ان حملوں اور لوٹ مار سے خدا کے گھر کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

قریب ہونے کی وجہ سے محفوظ رہے، اسی طرح ان کی خود مختاری بھی حبشی فوج اور ہاتھیوں کے لشکر کے حملے کے خوف سے محفوظ رہی ۔
پس ان تمام نعمتوں کے شکرانے کے طور پر صرف اس اکیلے خدا کی عبادت کریں، اس کے ساتھ بتوں کو شریک اور برابر نہ ٹھہرائیں، اور ان کی عبادت نہ کریں۔
اس امن کے بارے میں رب عظیم سورہ عنکبوت آیت"۶۷"میں فرماتے ہیں: " اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنۡ حَوۡلِهِمۡ‌ؕ اَفَبِالۡبَاطِلِ يُؤۡمِنُوۡنَ وَبِنِعۡمَةِ اللّٰهِ يَكۡفُرُوۡنَ۝۶۷" ترجمہ: "اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ بیشک ہم نے ایک حرم امن والا بنادیا ہے، جب کہ لوگ اس کے گرد و نواح سے اچک لیے جاتے ہیں، تو کیا یہ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں؟"۔
یہ امن ،سکون اور عافیت ان کے باپ حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا نتیجہ ہے جنہوں نے یہ دعا مانگی تھی: " رَبِّ اجۡعَلۡ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارۡزُقۡ اَهۡلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ"(بقرہ:۱۲۶) ترجمہ: "اے پروردگار! اس جگہ کو امن والا شہر بنا اور اس کے رہنے والوں میں سے جو خدا پر اور روز آخرت پر ایمان لائیں ان کو کھانے کو عطاکر" ۔
تو کیا قریش پر واجب نہیں ہے کہ وہ اس خدائے واحد کی عبادت کریں، جس نے انہیں بھوک سے بچایا اور ان کے خوف کو سلامتی اور راحت میں بدل دیا؟
ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: یہ اس لیے کہ جو اس حکم الہی کی تعمیل کرے گا اس کے لیے دنیا اور آخرت دونوں کی سلامتی عطا کردی جائے گی، اور جو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی نافرمانی کرے گا اس سے دونوں سلامتیاں چھین لی جائیں گی، جیسا کہ سورہ نمل کی آیات"۱۱۲۔۱۱۳"اس کی گواہ ہیں۔
حدیث شریف میں اسماء بنت یزید بن سکن انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورہ "لایلاف قریش" کی تلاوت کی، پھر فرمایا: اے گروہ قریش!افسوس ہو تم پر! اس گھر کے رب کی عبادت کرو کہ جس نے تمہیں بھوک میں کھلایا اور ڈر و خوف سے محفوظ رکھا۔

قریش کا موسم سرما اور بہار کا سفر

یہ بات مشہور و معروف ہے کہ مکہ کی سرزمین ایسی جگہ واقع ہے جہاں اہل مکہ کے استعمال کے لیے نہ تو کوئی کھیت ہیں اور نہ پھلوں کے باغ ، اس لیے بیت اللہ کے بانی حضرت خلیل اللہ نے مکہ آباد کرتے وقت اہل مکہ کے لیے بارگاہ الٰہی میں اس طرح کی دعا فرمائی: اے اللہ اس

(c) ketabton.com: The Digital Library

شہر کو امن کا گہوارہ بنا، "ارزق اھلہ من الثمرات"کہ ہر قسم پھل باہر سے درآمد کیا جائے، "یجبی الیہ ثمرات کل شیء" اس لیے مکہ کے لوگوں کا ذریعہ معاش اور زندگی تجارت کے لیے سفر کرنے اور وہاں سے اپنی ضروریات کی اشیاء لانے پر مبنی تھی۔
عام طور پر اہل مکہ سال میں دو مرتبہ سفر کرتے تھے، پہلا سفر گرمیوں میں ہوتا تھا، جب وہ شام(آج کے سوریہ) جاتے تھے اور اپنا مال بیچتے تھے، اور دوسرا سفر پورے سال میں سردیوں کے مہینے میں ہوتا تھا جب قریش کے لوگ یمن جاتے تھے، اور عام طور پر مغربی افریقہ اور دور ایشیاء سے مصنوعات خریدتے تھے، یاد رہے کہ شام اور یمن کے لوگ مکہ کے لوگوں خاص طور پر اہل قریش کو خصوصی احترام سے دیکھتے تھے۔
ہمارا عظیم رب قریش کو یاد دلاتا ہے کہ:میں نے یہ تمام نعمتیں تمہاری قوم کو عطا کی ہیں، ان نعمتوں میں سب سے اہم نعمت دین اسلام اور رسولﷺ کی نبوت تھی، جبکہ یہ دونوں نعمتیں عطا کرنے سے پہلے وہ بت پرستی میں مصروف تھے اور جہالت کی زندگی گزار رہے تھے۔

کعبہ کا رب

البیت کا اطلاق عام طور پر کعبہ پر ہوتا ہے، جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیلؑ کے ہاتھوں تعمیر ہوا ، اور یہ خود ایک عظیم نعمت ہے جس سے قریش کے لوگ مستفید ہوتے تھے، اور تجارت کے لیے مکہ کے شمال اور جنوب میں ان کا سفر اور دوسری قوموں کی نظر میں ان کی عظمت ایک اور نعمت تھی، جو اللہ تعالیٰ نے عطا کی تھی،لیکن حیرت ہے کہ ان کو ماضی میں جو نعمتیں ملیں اور نعمت اسلام کو دیکھتے ہوئے، وہ خدا کی عبادت کی بجائے پتھر اور لکڑی کے بتوں کی پوجا کرتے تھے،کعبہ کا وہ عظیم اور مالک وہی خدا جس نے قریش کو بھوک میں سیر کیا اور خوف سے محفوظ رکھا اس رب کی عبادت کی بجائے بتوں کی پوجا کرتے تھے ۔
مکہ کی تاریخ سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مکہ غیر ملکی حملوں اور زمینی و آسمانی آفات کے خطرات سے محفوظ رہا ہے، اور یہ نبوت کی عظیم نعمت کے وجہ سے ہے، کہ جس کو خدا نے مکہ کے خطہ میں ازل سے مقرر فرمایا تھا۔
ایک حدیث نبی ﷺ سے منقول ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے بنی کنانہ کو حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے چن لیا، اور بنی کنانہ سے قریش کو،اور قریش سے بنی ہاشم کو، اور بنی ہاشم سے مجھے بر گزیدہ کیا، اور یہ خاندان اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

رسول الله ﷺ کی ذات ایک عظیم اور لاثانی نعمت ہے کہ جو خدا نے قریش قوم کو عطا فرمائی۔
رسول الله ﷺ ایک حدیث میں فرماتے ہیں کہ الله تعالیٰ نے کنانہ کو حضرت اسماعیلؑ کی تمام اولاد میں سے چن لیا،اور پھرکنانہ سے قریش کو،اورپھر قریش سے بنی ہاشم کو،اور بنی ہاشم سے محمدﷺ کو برگزیدہ فرمایا: (البغوی عن واثلہ بن الاسقع) اسی طرح دوسری حدیث میں فرماتے ہیں:کہ تمام لوگ خیر اور شر میں قریش کے تابع ہیں(رواہ مسلم عن جابر،مظھری)۔
خدا کے انتخاب کی وجہ جو کہ پہلی حدیث میں بیان کی گئی ہے،غالبا یہ ہے کہ ہر قبیلہ کچھ خاص خصوصیات اور صلاحیتوں کا حامل ہوتا ہے، کفر، شرک اور جاہلیت کے زمانے میں ان کے کچھ غیر معمولی ملکات اور اخلاق بھی تھے،حق قبول کرنے کی صلاحیت ان میں بہت زیادہ ہی کمال کی تھی، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام اور اولیاء الله انہیں میں سے ہیں(مظہری)۔
رسول اللهﷺ کے پر دادا! "ہاشم بن عبد مناف" وہ پہلا شخص ہے جس نے سامان اور خوراک کے لیے شام تک تجارت کو وسعت دی، اور ان کے بعد قریش نے بڑے پیمانے پر تجارت شروع کی ہاشم کا اصل نام"عمروالعلا" تھا، کیونکہ وہ قحط اور قلت کے وقت غریبوں کو کھانا کھلاتے تھے اور روٹیوں کو توڑ کر شوربا میں سرید بناتے تھے اس لیے ان کا نام ہاشم پڑگیا (ہشم کا معنی ہے: شوربا میں روٹی توڑکر سریدبنانا)، (ہاشم: سرید بنانے والا)۔

قریش کے بارے میں مختصر معلومات

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ قریش نضر بن کنانہ کی نسل سے قبیلوں کے ایک مجموعہ کا نام ہے،جس کی تصغیر"قرش"سے قریش لی گئی ہے، کیونکہ قرش ایک بڑا آبی جانور ہے (مچھلی کی قسم) جو جہازوں پر حملہ کرتا ہے، انہوں نے قبیلہ قریش کو ایک ایسے جانور سے تشبیہ دی جو دوسری آبی مخلوقات کو کھاتا ہے، جب کہ خود چیر پھاڑنے سے محفوظ ہے، اور دوسروں پر غالب ہے، اور کوئی اس پر قابو نہیں پاسکتا۔
لیکن مفسر ابو حیان کہتے ہیں:قریش کو اس نام سے منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تقریش کا مطلب جمع ہونا ہے،اور قریش منتشر ہونے کے بعد جمع ہوئے، قصی بن کلاب نے انہیں حرم میں جمع کیا۔
بعض مفسرین نے کہا ہے کہ قریش کا لفظ "تقریش" سے ما خوذ ہے جس کا معنی ہےمتحد کرنا، کیونکہ قصی نے اس قبیلے کے بکھرے ہوئے لوگوں کو

(c) ketabton.com: The Digital Library

جمع کیا تھا، اس لیے اس کا قبیلہ اس نام سے پکارا جاتا تھا، بعض لوگ قریش کو "قرش"سے مشتق کہتے ہیں، جس کے معنی تجارت ہے جو ان کا بنیادی پیشہ تھا۔
جیسا کہ ہم نے اوپر اشارہ کیا کہ مکہ کی سرزمین میں کوئی پیداوار نہیں تھی اور نہ ہی اس میں زراعت کے قابل زمین تھی، نہ اناج اور اجناس تھے کہ خود استعمال کرتے اور دوسروں کو پیش کرتے۔
اس لیے مکہ مکرمہ کے رہنے والوں نے کاروبار اور تجارت کو ذریعہ معاش بنالیاتھا، اور اپنی ضروریات کو باہر سے در آمد کرتے تھے۔
مکہ کا وجود اور دور جاہلیت میں عرب قبائل کے درمیان قریش کا جو احترام تھا، اور حرم کا علاقہ جو پر امن مقام تھا، اور عرب دنیا کے مختلف حصوں سے عرب قبائل کا مکہ کی طرف آمد و رفت، یا تو اپنے بتوں کی پوجا کرنا یا حج کے مراسم میں شرکت کرنا ہوتاتھا، رجب اور ذی الحجہ کے مہینوں میں یہ آمدورفت ہوتی تھی، عرب کی تجارت کی ایک اچھی بنیاد تھی تاجر اور ان کے تجارتی مال کے تبادلے کے لیے اچھا موقع ہوتاتھا۔
حجاز کا کاروبار قریش کے لوگوں یعنی اہل مکہ اور طائف کے امیروں کے ہاتھ میں تھا، قریش کی تجارت شمال میں فلسطین اور سوریہ کے ساتھ، اور جنوب میں یمن کے ساتھ تھی، اور بعض اوقات تاجر سمندر کے راستے حبشہ اور نجد کے راستے حیرہ (عراق) سے مدین تک جاتے تھے، یہاں تک کہ روم،مصر، ہند کے ساتھ بھی کاروباری تعلق تھا۔
مکہ کے تاجر گرمیوں میں شمال کی طرف جاتے تھے جب موسم اچھا ہوتا تھا اور سردیوں میں جب موسم سرد ہوتا تو جنوب کی طرف جاتے تھے۔
قریش کے تاجر اپنے تجارتی دوروں میں خوفناک صحراؤں سے گزرتے تھے،اور سینکڑوں میل کا سفر کرتے تھےصحراؤں اور میدانوں سے ہوتے ہوئے جہاں ہر طرف مکمل ہولناکی اور خوف کا سماں ہوتاتھا، نہ راستہ، نہ پانی، نہ درخت، نہ کوئی آبادی اور نہ کوئی عمارت تھی،صرف شمال کی طرف سفر کرتے ہوئے یا وہاں سے واپسی پر "خیبر" اور "مدینہ" سے گزرتے تھے، اور جنوب میں "طائف" کی طرف جاتے اور پھر"تہانہ" وادی اور وہاں کا رہائشی علاقہ مکہ شہر سے باہر نکلتے بائیں جانب "بحیرہ احمر" کا ساحل تھا، اور مغرب کی طرف وسیع و عریض میدان، پہاڑ اور بہت سی خوفناک وادیاں تھیں، اور اس طرف خلیج فارس، اور جنوب میں دریائے عمان واقع تھا۔
اپنے تجارتی دوروں میں مکہ کے تاجروں نے اپنے قافلوں کی رہنمائی اور مدد کے لیے قدیم عربوں کی موجودگی کو استعمال کیا جو صحرائی

(c) ketabton.com: The Digital Library

راستوں سے اور راستوں کے درمیان آنے والی آبادیوں سے واقف ہوتے تھے۔
قریش شمال سے عرب کے آخری جنوبی مقام یعنی یمن اور حضرموت تک پہنچ گئے تھے، اور اپنے بازاروں میں تجارت اور سامان کا تبادلہ کرتے ہوئے قبائلی فخر اور ان میں اپنا اورنسلی و ادبی پہلوؤں کو پیش کرتے تھے، ان کے دلکش اشعار اور پر جوش خطابات میں فخر اور مباہات صاف نظر آتی تھیں۔
ان موسمی بازاروں میں سب سے مشہور بازار"سوق عکاظ" تھا، جس میں رسول اللہﷺ بھی اپنی جوانی میں شرکت فرمائی تھی۔

قریش کے مشہور ترین بازار

عربی میں "سوق" کا معنی بازار ہے، جس کی جمع "اسواق" ہے، عرب میں دس موسمی بڑے بازار تھے جو زمانہ جاہلیت یعنی: ظہور اسلام سے قبل عرب کے مختلف علاقوں میں مشہور تھے۔
حج کی تقریب کے بعد ان کے بازار رجب اور ذولحجہ کے مہینے میں مکہ،عرفات اور منیٰ میں منعقد ہوتے تھے یہ عرب قبائل کی عظیم پہچان تھی، اور سب سے اہم مراسم کا ذریعہ اور بڑی مجلس تھی، جو سال کے مختلف مہینوں میں منعقدہوتی تھی۔
متعدد بازار منعقد ہونے کے مقامات اس طرح ہیں، موجودہ اردن، یمن، بحرین، خلیج، مسقط، عمان ، نجد بھی جو کہ موجودہ عرب ہے۔
اس وسیع و عریض علاقے میں تقریبا تمام عرب قبائل چاہے بت پرست ہوں یا نصرانی، یہودی، ستارہ پرست، اور تمام دیگر ادیان و عقائد کے پیروکارہوں، شام، عراق، یمن، بحرین اور سواحل خلیج فارس، نجد، یمامہ، تہامہ اور حجاز سے شرکت کرتے تھے۔
ان کے کام اور ان بازاروں میں شرکت کی ترتیب یہ ہوتی تھی کہ ماہ ربیع الاول سے لے کر ماہ ذی الحجہ تک آخری بازاروں میں شرکت کے بعد وہ مکہ آتے اور حج کی تقریب میں شرکت کرتے، اور حج کے سیزن کے اختتام پر اپنے قبائل میں واپس جاتے ۔
سال بھرعرب قبائل اپنے ذاتی، مادی اور روحانی مفادات کو اس طرح ترتیب دیتے تھے، یہ عرب کے یمن،شام، فارس، حبشہ اور دیگر مقامات کے عرب تجارتی دوروں کے علاوہ تھا، عرب تاجر اکثر اپنا سامان جو ان ممالک سے لاتے تھے، اپنی ان دس منڈیوں میں پیش کرتے تھے، اور دوسرے شرکاء ان کا تبادلہ اپنی مصنوعات کے ساتھ کرتے تھےمشہور مورخ یعقوبی نے عرب کے دس بازاروں کو بیان کیاہے جن میں وہ تجارت کے لیے جمع ہوتے تھے، اور دوسرے لوگ بھی ان میں جمع ہوتے تھے،

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس طرح وہ اپنی جان و مال کو محفوظ بناتے تھے، یعقوبی اس کی اس طرح تشریح کرتے ہیں:

1 - عرب کے دس بازاروں میں سے ایک بازار ربیع الاول کے مہینے میں دومة الجندل میں لگتا تھا، اس بازار کے سربراہ دو قبیلوں عنسانی اور بنی کلب سے تھے۔

2 - مشقر کا بازار بحرین میں حجر کے علاقے میں جمادی الاولیٰ کے مہینے میں لگتا تھا، قبیلہ بنی تمیم اسے کھولا کرتا تھا۔

3 - بازار صحار (مسقط اور عمان میں سمندر کے کنارے واقع ایک شہر ہے) ماہ رجب کی پہلی تاریخ کو لگایا جاتا تھا۔

4 - بازار ریا،عرب صحازار سے ریا بازار آتے تھے اور وہاں کے حکمران آل جلدنی ان سے ٹیکس لیتے تھے۔

5 - بازار شحر(یمن میں بحر ہند کے ساحل اور بہرہ کی سرزمین پر) وہاں کا بازار پہاڑ کے پہلو میں ہے جہاں حضرت ہودؑ کی قبر واقع ہے بہرہ کے اعراب اسے منعقد کرتے تھے۔

6 - بازار عدن، رمضان کے مقدس مہینے کی پہلی تاریخ کو ہوتا تھا، اور وہاں سے تاجر عطر دوسری جگہوں پر لے جاتے تھے۔

7 - بازار صنعاء رمضان کے وسط میں اس کا افتتاح ہوتا تھا۔

8 - بازار رابیہ،یمن کے جنوب میں حضرموت میں منعقد ہوتا تھا، اعراب محافظوں کے ساتھ وہاں جاتے تھے کیونکہ حضر موت محفوظ ملک نہیں تھا، اور کندہ قبیلہ اسے منعقد کرتا تھا، اور لوگوں کی آمدورفت کی حفاظت کرتے تھے۔

9 - بازار عکاظ، سرزمین نجد پر واقع تھا، عرب ذی قعد کے مہینے میں عکاظ کے بازار میں جمع ہوتے تھے، اس بازار میں سارے عرب قبائل قریش سمیت، اکٹھے ہوتے تھے، ان میں سے اکثر مضر کے عرب تھے، بازار عکاظ میں عرب لوگ ایک دوسرے کے مقابل فخر کرتے تھے۔

10 - بازار ذی الجاز،عرب کے لوگ عکاظ اور ذی الجاز کے بازار سے حج کے مراسم میں شرکت کے لیے مکہ کی طرف آتے تھے، سب سے مشہور و معروف بازار جس کا اسلامی تاریخ میں ذکر کیا گیا ہے وہ عکاظ کا بازار ہے، کیونکہ قبائل تمام بازاروں میں شرکت کرتے ہوئے آخر میں سوق عکاظ کی طرف آتے تھے، اور وہیں پر وہ اپنے فحرو غرور، شاعری، تقاریر میں، اپنا تعارف اور پہچان کروانے میں لگ جاتے تھے۔

اس بازار میں پیغمبر خدا بھی تشریف لے جاتے تھے، اور نبوت کے اعلان

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے بعدبھی بازار عکاظ میں اپنی شرکت اور جو کچھ وہاں دیکھا تھا یاد فرماتے تھے۔

مختصر یہ کہ عرب قبائل اپنے بازاروں میں شرکت کے لیے شمال اور مغرب سے چلے آتے تھے، جن میں سے اکثر (یہودیوں، عیسائیوں اور ستارہ پرستوں کے علاوہ دیگر لوگ) مکہ میں داخل ہوتے، اور موسم حج کی تقریب میں شرکت کرنے اور طواف کعبہ اور اپنے بعض بتوں کی پرستش کے بعد اپنے اپنے ملک چلے جاتے تھے(تاریخ یعقوبی جلد ۱)

سورہ قریش سے حاصل شدہ اسباق

عالم اسلام کے عظیم مفسر امام فخر الدین الرازی نے فرمایا ہے کہ نعمتوں کی دو قسمیں ہیں: ایک نقصان کو دور کرنے والی، جسے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفیل میں بیان فرمایا، دوسری نعمت ہے فائدہ حاصل کرنا ، جو اس سورت میں بیان ہوا ہے، اور بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے نقصان دور کیا، اور ان کو فائدہ پہنچایا، جن کا شمار دو عظیم نعمتوں میں ہوتا ہے، ان کو حکم دیا کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں، اور ان نعمتوں کے بدلے رب کے شکر گزار بنیں۔

اللہ تعالٰی کی حکمت اور رحمت کے مظاہر کا اعلان

قریش کے لوگوں کو نعمتوں کی یاد دلانا، اور قریش پر کیا گیا اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان بیان کرنا، جس سے وہ رب کے شکر گزار ہوجائیں، لیکن جب وہ لوگ اس نعمت کے بدلے ناشکری کرنے لگے، تو ان کی ناشکری کی وجہ سے ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا۔

صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت واجب ہے غیر اللہ کی قطعا ناجائز

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library